علوم السنہ
ISSN: 2959-2224 (Online) and 2959-2216 (Print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/index
Publisher by: Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

اسلامی معاشیات کی نظریاتی اساس تجزیاتی جائزہ

The Theoretical Foundations of Islamic Economics An Analytical Review

Muhammad Saif Ullah Khalid*
MPhil Islamic Studies, Riphah International University Faisalabad Campus, Faisalabad

Ahsan Rizwan Usmani
MPhil Islamic Studies, Riphah International University Faisalabad Campus, Faisalabad

Abstract

Islam encourages economic prosperity and the pursuit of lawful (halal) earnings. However, there are many sources of income in society that are not only illegal but also considered haram (forbidden) in Islamic teachings. This article explores the ethical values in economics and the ideological foundations of earning that a true Muslim should uphold. Until a Muslim incorporates these ideological principles into their economic system, they cannot achieve true success. Key values such as piety, patience, gratitude, compassion, cooperation, contentment, and brotherhood must be adopted. At the same time, there are certain practices that must be avoided, including usury, gambling, hoarding, false oaths, and earning through unlawful means. Thus, this article provides a comprehensive analysis of these ethical values.

Keywords: Islamic Economic, Success, Ideological Aspects, Cooperation

تعارف:

اسلام محض عبادات کا مذہب نہیں ہے، بلکہ یہ انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لیے ایک مکمل ضابطہ اخلاق فراہم کرتا ہے۔ اسلام زندگی کے تمام پہلوؤں میں رہنمائی فراہم کرتا ہے، چاہے وہ سیاست ہو، معیشت، معاشرت یا کاروبار کے معاملات۔ ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ معاشی طور پر کامیاب ہو اور کسی کا محتاج نہ ہو، ساتھ ہی ایک خوشحال اور سکون والی زندگی گزار سکے۔ لیکن صرف خواہش اور تمناؤں سے کوئی بھی ترقی حاصل نہیں ہو سکتی، کیونکہ بحیثیت مسلمان، جب ہم نے کلمہ پڑھا تو اس کا مطلب یہ تھا کہ ہم اللہ اور اس کے رسولؐ کے طریقوں کو اپنی زندگی میں اپنائیں گے۔ زندگی کے تمام شعبوں میں دین کو لاگو کرنا ضروری ہے۔ اگر ہم صرف عبادات تک دین کو محدود رکھتے ہیں اور باقی زندگی میں اپنی مرضی چلائیں تو یہ دین پر عمل نہیں، بلکہ اپنی خواہشات کے پیچھے چلنا ہو گا۔

اگر ہمیں معاشی ترقی اور استحکام حاصل کرنا ہے تو ضروری ہے کہ ہم اپنی معاشی سرگرمیوں میں شریعت کے نظریات اور اخلاقی

---

* Email of corresponding author: saifullahkhalid9752@gmail.com

اصولوں کو بھی اپنائیں۔ جب تک ہم ان اسلامی اصولوں کو اپنی معیشت میں لاگو نہیں کرتے، ہم حقیقی ترقی اور استحکام کا خواب نہیں دیکھ سکتے۔ لیکن اگر ہم شریعت کے اخلاقی پہلوؤں کو اپنی معیشت میں شامل کر لیتے ہیں تو ہمارے نفع میں برکت اور حلالیت آئے گی، ورنہ ان اصولوں کو نظر انداز کرنے سے دنیا و آخرت میں مشکلات کا سامنا ہو گا۔

معیشت کا شعبہ انسان کی زندگی میں اتنی اہمیت رکھتا ہے کہ یہ نہ صرف معاشی استحکام فراہم کرتا ہے، بلکہ اس کا اثر عبادات پر بھی پڑتا ہے۔ اگر انسان شریعت کے قانون اور اخلاقی اصولوں کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اس کی عبادات اور دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ اس موضوع پر تفصیل سے گفتگو کرنے کے لیے ہم اسلام کے معاشی نظام اور اس کے نظریاتی پہلوؤں کو زیر بحث لائیں گے، اور اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں ان کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق دے۔

تقویٰ:

عربی لغت میں تقویٰ لفظ "وقی" سے نکلا ہے، جس کا مطلب ہے کسی چیز سے بچنا یا محفوظ رہنا۔

"حفظ الشي مما يوذيه ويضره"[1]

کسی چیز کو نقصان اور ضرر والی چیز سے بچانا۔

تقویٰ کا تعلق دل سے ہے، یعنی تقویٰ وہ حالت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی موجودگی اور اس کی عظمت کا شعور ہر وقت دل میں بسا رہتا ہے۔ یہ کیفیت انسان کو اچھائی کی طرف مائل کرتی ہے اور برائی سے دور رکھتی ہے۔ اسی لیے ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"التقوى ههنا"[2]

تقویٰ یہاں ہوتا ہے۔

یہ آپ ﷺ اپنے دل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

اگر دل میں اللہ کا خوف نہ ہو اور صرف ظاہری اعمال کے ذریعے تقویٰ دکھایا جائے تو وہ تقویٰ نہیں، بلکہ ریاکاری کہلائے گی، جو کہ ایک مذموم عمل ہے۔

اسی طرح، تقویٰ کا مفہوم صرف عبادات تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس کی حقیقت بہت وسیع ہے۔ جیسے عبادات میں تقویٰ کی ضرورت ہے، ویسے ہی معیشت، معاشرت اور دیگر معاملات میں بھی تقویٰ کا ہونا ضروری ہے۔ تقویٰ کا اصل مقصد یہ ہے کہ انسان وہ سب کچھ کرے جو اللہ کی رضا کا سبب بنے اور وہ تمام کاموں سے بچیں جو اللہ کی ناراضگی کا سبب بن سکتے ہوں۔

اسلامی معیشت میں تقویٰ کا کردار:

اسلامی معیشت میں تقویٰ کا مفہوم دو لحاظ سے نظر آتا ہے: ایک مثبت اور دوسرا منفی۔ مثبت پہلو یہ ہے کہ معیشت میں ان اصولوں پر عمل کیا جائے جو قرآن و حدیث کی تعلیمات سے اخذ کیے گئے ہیں اور جو اللہ کی رضا کا باعث ہیں۔ منفی پہلو یہ ہے کہ ان چیزوں سے اجتناب کیا جائے جن سے شریعت نے منع کیا ہے۔ اس میں وہ تمام امور شامل ہیں جو تقویٰ سے تعلق رکھتے ہیں اور اسلامی معیشت

کے اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

1۔تصورِ حلال و حرام:

شریعت مطہرہ انسان کو تجارت اور نفع کمانے سے نہیں روکتی بلکہ اس کی ترغیب دیتی ہے، تاہم یہ اہم ہدایت دیتی ہے کہ ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے حاصل ہونے والی آمدنی حلال اور جائز ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ شریعت نے جن ذرائع کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے، ان سے بچنے کی سخت تاکید کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"يَاۤيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا"[3]

اے لوگوں! جو چیزیں زمین میں موجود ہیں ان میں سے حلال اور پاک چیزیں کھاؤ۔

اس کے علاوہ شریعت نے مشتبہ معاملات سے بھی بچنے کی تاکید کی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"عن النعمان ابن بشير رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قال قال النبي عل الله الحلال بين والحرام بين وبينهما امور مشتبهة، فمن ترک ما شبه عليه من الاثم كان لما استبان اترك ، ومن اجترأ على ما يشك عليه من الاثم اوشك ان يواقع ما استبان والمعاصى حمى الله ، من يرتع حول الحمى يوشک ان يواقعه"[4]

حضرت نعمان ابن بشیر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ حلال کھلا ہوا ہے اور حرام بھی کھلا ہوا ہے اور ان دونوں کے بیچ ایسی چیزیں ہیں جو شعبہ میں ڈالنے والی ہیں (دونوں طرف ملتی جلتی ہیں) پھر جس نے اس چیز کو چھوڑ دیا جس کے گناہ میں شبہ ہو تو وہ صاف صاف گناہ کو ضرور چھوڑ دیگا اور جس نے شبہ کی چیزوں پر دلیری کی وہ قریب ہے کہ صاف صاف حرام میں پھنس جائے گا اور گناہ اللہ کے چراگاہ ہیں، جو چراگاہ کے آس پاس چرائے تو قریب ہے کہ چراگاہ میں گھس جائے۔

اسی طرح شریعت نے سود کی تمام صورتوں کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے، اور اسی طرح جوا، غرر اور دیگر ناجائز ذرائع سے حاصل ہونے والی آمدنی کو بھی منع کیا ہے۔

2۔ تجارت میں فریقین کی رضا:

اسلام نے تجارتی اخلاقیات کا ایک اہم اصول یہ بیان کیا ہے کہ کاروباری معاملات میں سچائی اور دیانتداری کو اپنایا جائے اور تمام لین دین آپس کی رضامندی پر مبنی ہو۔ اس کے علاوہ، شریعت نے ان تمام طریقوں کو ممنوع قرار دیا ہے جو ظلم یا زیادتی کا باعث بنتے ہیں۔ اس حوالے سے قرآن مجید میں درج ذیل تعلیمات موجود ہیں:

"يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوالَا تَأْكُلُوا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ"[5]

اے ایمان والو! اپنے اموال کو آپس میں باطل طریقہ سے نہ کھاؤ بلکہ باہمی رضامندی کے ساتھ تجارت کی راہ سے نفع حاصل کرو۔

3۔ذخیرہ اندوزی کی ممانعت:

اسلام نے اس بات کو سختی سے منع کیا ہے کہ لوگوں کی ضروریات زندگی کو ذخیرہ کر کے ان کی قیمتوں کو بڑھا کر زیادہ منافع کمایا جائے۔ذخیرہ اندوزی کو شدید طور پر حرام قرار دیا گیاہے،اور اس عمل کے کرنے والوں پر اللہ کے نبی ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔

"عن عمر رضی الله عنه قال قال رسول الله الله المجال لب مرزوق والمحتكر ملعون"[6]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ اسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص باہر سے اناج لا کر فروخت کرتا ہے اسے رزق دیا جاتا ہے اور ذخیر اندوزی کرنے والا ملعون ہے۔

ایک اور روایت میں ارشاد فرمایا:

"عن معمر بن ابي معمر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احتكر طعاماً فهو خاطی"[7]

معمر بن ابی معمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ سلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کھانے پینے کی اشیاء کی ذخیرہ اندوزی کی تو وہ بڑا گناہ گار اور خطاکار ہے۔

4۔اسراف کی ممانعت:

اسلام نہ صرف جائز طریقے سے آمدنی حاصل کرنے کی ترغیب دیتا ہے بلکہ اس مال کو جائز مصارف میں خرچ کرنے کی بھی ہدایت دیتاہے، تاکہ اللہ کی یہ نعمت ضائع نہ ہو اور اسے تعمیری اور پیداواری کاموں میں استعمال کیا جائے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا"[8]

کھاؤ پیو مگر اسراف نہ کرو۔

5۔ملاوٹ اور دھوکہ دہی کی ممانعت:

تجارت اور خرید و فروخت میں دھوکہ دینا ایک سنگین گناہ ہے۔جعل سازی، دھوکہ بازی اور ملاوٹ سے اجتناب کرنا ضروری ہے، اور ان سے بچنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔قرآن و حدیث میں متعدد مقامات پر ان برائیوں سے بچنے کی ہدایت دی گئی ہے۔قرآن مجید میں دھوکہ دہی اور فریب کو منافقین کی نشانی قرار دیا گیاہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

"يُخٰدِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا، وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ"[9]

وہ لوگ اللہ کو اور اہل ایمان کو دھوکہ دیتے ہیں اور (حقیقت میں) وہ اپنے سوا کسی کو دھوکہ نہیں دے رہے، لیکن انہیں اس بات کا احساس نہیں ہے۔

حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے دھوکہ دینے والے کے لیے سخت وعید بیان فرمائی ہے۔نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایسا شخص ہم میں سے نہیں ہے اور ہمارے طریقے پر نہیں ہے۔جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"ان رسول الله الا الله مر على صبرة من طعام فأدخل يده فيها، فنالت اصبابعه بللاً، فقال:ياصاحب الطعام، ما هذا قال اصابته السماء يارسول الله،قال: افلاجعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال :من غش فليس منا"[10]

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ایک غلہ کے ڈھیر کے پاس سے گذرے، آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اس ڈھیر کے اندر داخل کیا، تو آپ کی انگلیوں میں تری آگئی، آپ نے غلہ والے سے پوچھا کیا ہے؟ اس نے جواب دیا یارسول اللہ! اس پر بارش برسی تھی جس سے یہ گیلا ہو گیا تھا آپ نے فرمایا! تم نے گیلے غلہ کو اوپر کیوں نہ کیا؟ تاکہ لوگ دیکھ لیں، پھر آپ نے فرمایا: جو شخص دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔

6- تجارت میں عیب کی وضاحت کرنا:

اسلام نے فروخت کنندہ کو اپنی چیز کے عیوب کو واضح طور پر بیان کرنے پر پابند کیا ہے، تاکہ خریدار کسی دھوکے یا لاعلمی کا شکار نہ ہو۔ خریدار کو مکمل معلومات فراہم کرنے کے بعد، اگر وہ خریدنا چاہے تو اپنی مرضی سے خریدے۔ بیچنے والے کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ مال کے عیوب کو چھپائے۔ حقیقت کو ظاہر کرنا نیکی کا عمل اور کاروبار میں برکت کا سبب ہے، جبکہ عیوب چھپانا دھوکہ دہی اور بے برکتی کا باعث بنتا ہے۔ اس حوالے سے نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کو نصیحت فرمائی:

"فان صدقا و بينا بورك في بيعهما - وان كذبا وكتما فعسى ان يربحا ، ويمحقا بركة بيعهما"[11]

اگر وہ دونوں سچ بولیں اور پوری حقیقت بتادیں تو ان کی بیچ میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور اگر جھوٹ بولیں اور عیب کو چھپائیں تو ہو سکتا ہے کہ ان کو نفع ہو جائے، لیکن ان کی بیچ کی برکت مٹادی جائے۔

ایک اور روایت میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بغیر عیب بتائے کوئی چیز فروخت کرنا جائز نہیں۔ چنانچہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"المسلم اخوا المسلم ، ولا يحل لمسلم باع من اخيه بيعاً فيه عيب الا بينه له"[12]

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو کوئی چیز عیب بتائے بغیر بیچے۔

7– قسمیں کھا کر مال کی خرید و فروخت کرنا:

اللہ تعالیٰ کو یہ بات ناپسندیدہ ہے کہ مال کو بیچتے اور خریدتے وقت قسمیں کھائی جائیں، چنانچہ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"عن ابي هريرة، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : " اربعة يبغضهم الله عز وجل:البياع الحلاف، والفقير المختال،والشيخ الزاني ، والإمام الجائر"[13]

چار آدمیوں کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتے ہیں ایک وہ شخص جو بیچتے وقت کثرت سے قسمیں کھاتا ہے، اور دوسرا وہ شخص جو فقیر ہو کر تکبر کرتا ہے تیسرا وہ شخص جو بوڑھا ہو اور زنا کرتا ہے چوتھا وہ حکمران جو ظلم کرتا ہے۔

یہ بات بالکل واضح ہے کہ جو عمل اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو، اس میں برکت نہیں ہو سکتی۔ اسی لیے ایک اور حدیث میں قسمیں کھانے کو بے برکتی کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"الحلف منفقة للسلعة ، ممحقة للبركة"[14]

قسم سامان کو بکوانے والی ہے اور برکت کو مٹا دینے والی ہے

8۔ ناپ و تول میں انصاف:

لین دین اور تجارت میں اکثر وزن اور پیمانے کا استعمال ضروری ہوتا ہے۔ شریعت مطہرہ کا اصول یہ ہے کہ بیچنے والا تول اور وزن میں فراخ دلی سے کام لے اور ترازو کو درست رکھے۔ یہی نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ تھی، اور آپ نے امت کو بھی اس کی تعلیم دی۔ قرآن مجید میں ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے سخت وعید بیان کی گئی ہے:

"وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ"[15]

جو لوگ ناپ تول میں کمی بیشی کرتے ہیں ان کیلئے ہلاکت ہے، ان لوگوں کیلئے جو لوگوں سے کیل کے ذریعہ لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں اور جب وزن یا کیل کر کے دیتے ہیں تو کم کرتے ہیں۔

اسی طرح احادیث کی کتابوں میں ایک روایت ملتی ہے کہ حضرت سوید بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص اجرت پر لوگوں کی چیزیں تولا کرتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ہم سے کپڑا خریدا، اور جب اس شخص سے وزن کروانے لگے تو اسے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:

"زن وارجح"[16]

یعنی وزن کرو اور جھکتا تولو (وزن سے زیادہ دے دو)

9۔ دوران ملازمت یا کاروبار نماز کی پابندی:

نماز بلاشک و شبہ تمام مسلمانوں پر فرض ہے، اور اس میں غفلت برتنا یا نماز کو ترک کرنا درست نہیں۔ اگر کاروبار یا لین دین کے دوران نماز کا وقت آ جائے تو نماز کو ترک کرنا جائز نہیں، بلکہ اسے باجماعت ادا کرنا ضروری ہے۔ قرآن مجید میں ان لوگوں کی تعریف کی گئی ہے جو تجارت اور کاروبار کے دوران بھی نماز کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کرتے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"رِجَالٌ لا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ "[17]

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے وہ ہیں، جنہیں تجارت اور بیع اللہ تعالیٰ کے ذکر (نماز) سے غافل نہیں کرتی۔

10۔باہمی محبت واخوت:

قرآن مجید میں اللہ رب العزت کاارشاد ہے:

" إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ "[18]

مومن آپس میں سب بھائی بھائی ہیں۔

حدیث مبارک آپ ﷺ کاارشاد ہے:

"عَنْ أَبِي بُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "الْمُسْلِمُ أَخُوالْمُسْلِمِ ؛ لايَظْلِمُهُ ، وَلا يَخْذُلُهُ ، وَلا يَحْقِرُهُ ، بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنْ الشَّرِ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ "[19]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اللہ اسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔نہ ظلم کرتا ہے، نہ اس کو ظلم میں سونپتا ہے، نہ اس کو رسوا کرتا ہے، نہ اس کو حقیر جانتا ہے۔کسی شخص کے اس پر بدبخت ہونے کے لیے اتنا ہے کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔۔۔الخ

ایک اور حدیث میں اس رشتے کو اس انداز میں بیان کیا گیا:

عن ابی موسی قال قال رسول الله الله المؤمن کالبنیان یشد بعضه بعضا۔[20]

ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے تعلق ایک مضبوط عمارت کا سا ہے اس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے.

فضول خرچی اور محض دکھاوے کے اخراجات سے پرہیز کیا جائے، کیونکہ یہ معاشرے کے کمزور طبقات کی دل آزاری کا سبب بن سکتا ہے۔مالی طور پر کمزور افراد کی ضروریات پوری کرنے میں بھرپور تعاون کیا جائے اور حتی الامکان ان کی حاجات کا خیال رکھا جائے۔معاشرے کے کسی بھی فرد کو بے سہارا یا بے یارو مددگار نہ چھوڑا جائے، بلکہ انفرادی اور اجتماعی سطح پر ایسے اقدامات کیے جائیں جو انہیں معاشی طور پر مستحکم بنا سکیں۔

ایسے افراد جو بیماری، بے روزگاری یا غیر متوقع حالات کا شکار ہوں، ان کی مدد کرنا سماجی ذمہ داری ہے۔رزق کی تلاش میں ایسے تمام ذرائع سے اجتناب کیا جائے جو دوسروں کو نقصان یا تکلیف پہنچانے کا سبب بنیں

تبادلہ اشیاء کے دوران دھوکہ، فریب اور غلط رویوں سے پرہیز کیا جائے اور تمام لین دین باہمی رضامندی اور دیانت داری کے اصولوں کے مطابق کیا جائے۔

ریاستی سطح پر بھی اخوت اور یکجہتی کے جذبات کو فروغ دینے کی ضرورت ہے تاکہ حکمران اپنی رعایا کے ساتھ بھلائی کا رویہ اپنائیں اور رعایا بھی حکمرانوں کے ساتھ خیر خواہی اور وفاداری کا مظاہرہ کرے۔

11-باہمی مدد وحمایت:

ایک دوسرے کی مدد کرنا اور مشترکہ مقاصد کے حصول کے لیے مل کر کوشش کرنا تعاون کہلاتا ہے۔ اسلام نے بھلائی اور نیکی کے کاموں میں تعاون کرنے کی تاکید کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ"[21]

تم نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں تعاون کرنا اور گناہ اور ظلم وزیادتی میں تعاون نہ کرنا۔

اسلامی معیشت میں تعاون کا کردار:

اسلام نے معاشی زندگی میں باہمی تعاون کو فروغ دینے پر زور دیا ہے، تاکہ اس کے ذریعے معاشرے میں عدم توازن اور ناہمواری پیدا نہ ہو، اور دولت چند ہاتھوں میں محدود ہو کر نہ رہ جائے۔ بلکہ دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنایا جائے۔ شریعت نے ان تمام کاموں کی حوصلہ افزائی کی ہے جو جائز ہوں اور معاشرے کے لیے فائدہ مند ثابت ہوں۔ اس حوالے سے نبی کریم ﷺ کا ایک جامع ارشاد مبارک ہے:

"عن ابن عمر ان رسول الله قال : المسلم اخوا المسلم لا يظلمه ولا يسلمه ومن كان في حاجة اخيه كان الله في حاجته ومن فرج عن مسلم كربة فرج الله عنه كربة من كربات يوم القيامة ومن ستر مسلماً ستره الله يوم القيامة"[22]

حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اس لئے نہ تو خود اس پر ظلم وزیادتی کرے نہ دوسروں کا مظلوم بننے کیلئے بے یار و مددگار چھوڑے، اور جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کریگا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرے گا اور جو کسی مسلمان کی تکلیف اور مصیبت کو دور کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے اس کی مصیبت کو دور کریگا اور جو کوئی کسی مسلمان کی پردہ پوشی کریگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

غلاموں اور ملازموں کو بھی اسلام میں وہی حقوق دیے گئے ہیں جو ایک عام مسلمان کو حاصل ہوتے ہیں۔ ان کی خوراک اور لباس کے معاملے میں کسی قسم کے امتیازی سلوک سے روکا گیا ہے، بلکہ مساوات اور برابری کا حکم دیا گیا ہے۔

اسی طرح تعاون اور بھلائی کے جذبے کو برقرار رکھنے کے لیے فضول خرچی اور دکھاوے سے گریز کرنے کی ہدایت کی گئی ہے تاکہ یہ دوسروں کے لیے تکلیف یا احساس محرومی کا سبب نہ بنے۔

بخل اور اسراف سے بھی روکا گیا ہے تاکہ ضرورت مندوں کی ضروریات کا خیال رکھا جا سکے اور معاشرے میں توازن اور ہم آہنگی قائم رہے۔

خلاصہ:

اسلام معاشی سرگرمیوں کو فروغ دینے کی بھرپور حوصلہ افزائی کرتا ہے اور معاشی ترقی کو مثبت انداز میں قبول کرتا ہے۔ یہ دین معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینے والے افراد کو فضیلت کا مستحق قرار دیتا ہے۔ تاہم، اسلام نہ تو مکمل آزادی کا نظریہ پیش کرتا ہے کہ انسان جو چاہے کمائے اور خرچ کرے، اور نہ ہی انسان کو بالکل بے اختیار چھوڑتا ہے کہ اس کی آمدنی اور اخراجات پر کوئی اصول و ضوابط لاگو نہ ہوں۔ اسلام ایک متوازن نظام پیش کرتا ہے، جہاں معاشی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ کچھ حدود اور قیود بھی عائد کی گئی ہیں۔ یہ پابندیاں قانونی، نظریاتی اور اخلاقی اصولوں پر مبنی ہیں، جن میں تقویٰ کا جذبہ پیدا کرنا، حلال ذرائع کو اختیار کرنا، حرام سے اجتناب کرنا، دھوکہ دہی، ذخیرہ اندوزی، جھوٹی قسمیں کھانے، فضول خرچی اور عیب دار اشیاء فروخت کرنے سے پرہیز کرنا شامل ہے۔ مزید برآں، اسلام معاشی ترقی کے لیے اخوت، بھائی چارے، اور باہمی تعاون جیسے اخلاقی اصولوں کو فروغ دیتا ہے۔ چنانچہ ایک مسلمان اگر اپنی معاشی سرگرمیوں میں ان اصولوں کو اپناتا ہے تو وہ حقیقی اسلامی تعلیمات کا پیروکار بن سکتا ہے۔ بصورتِ دیگر، ان اصولوں سے روگردانی معاشی بدحالی کے ساتھ ساتھ آخرت میں عذاب اور سزا کا سبب بن سکتی ہے۔ لہٰذا، ایک مضبوط، مستحکم اور خوشحال معیشت کے قیام کے لیے ان نظریاتی اور اخلاقی اصولوں کو اپنانا ناگزیر ہے۔

All Rights Reserved © 2024 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات وحواشی

[1] قاسمی، مولاناوحید الدین قاسمی، القاموس الوحید، مطبوعہ، ادراہ اسلامیات، لاہور، 2001ء، ص:1888

Qasmi, Mawlana Wahid al Din, Al Qamus al Wahid, (Nashir: Idarah Islamiyat, Lahore), P:1888

[2] مسلم مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 2004باب تحریم الظلم علی السلم، ج:2، ص:321، حدیث نمبر:6521

Muslim, Muslil bin Hajjaj, Shih Muslim, (Nashir: Maktabah Rahmaniyyah, Lahore), Hadith No: 6521

[3] البقرہ:168

Al Baqarh, Al Ayah: 168

[4] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب البیوع، مطبوعہ، 2006، مکتبہ رحمانیہ، لاہور ج:1، ص:368، حدیث:2051

Bukhari, Muhmmad bin Ismail, Shih Bukhari, Nashir: Maktabah Rahmaniyyah, Lahore), Hadith No: 2051

[5] النساء:29

Al Nisa, Al Ayah: 29

[6] ابن ماجہ، محمد بن عبداللہ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ کتاب التجارہ ، باب الحکرہ ، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور 2004، ج:1، ص:273، حدیث نمبر:2153

Ibn Majah, Muhmmad bin 'Abdullah, Sunan Ibn Majah, (Nashir: Maktabah Rahmaniyyah, Lahore), Hadith No: 2153

[7] صحیح مسلم، باب الاحتکار فی الا قوات، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 2004، مطبوعہ 1956ء، ج:2، ص:31

Shih Muslim, Vol:2, P:31

[8] الاعراف:31

Al A'raf, Al Ayah: 31

[9] البقرہ:9

Al Baqarah, Al Ayah: 9

[10] ترمذی، ابوعیسی محمد بن عیسی، سنن الترمذی، ابواب البیوع، مطبوعہ 2009ء، الطاف سنز کراچی، ج:1، ص:570، حدیث:1315

Timidhi, Abu 'isa Muhmmad bun 'isa, Sunan al Tirmidhi, (Nashir: Altaf sons, Karachi), Hadith No: 1315

[11] صحیح بخاری، ج:1، ص:273، حدیث:2082

Shih Bukhari, Hadith No: 2082

[12] سنن ابن ماجہ، ج:2، ص:280، حدیث نمبر:2246

Sunan Ibn Majah, Hadith No: 2246

[13] نسائی، احمد بن شعیب بن علی، سنن نسائی، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، 2012، ج:1، ص:391، رقم الحدیث:2576

Nisā,ī, Aḥmad bin Shu'ayb, Sunan al Nisā,ī, Lahore),Hadith No: 2576

[14] صحیح بخاری، ج:2، ص:125، حدیث:2087

Shih Bukhari, Hadith No: 2087

[15] المطففین:1-3

Al Mutafifin, Al Ayah: 1-3

[16] سنن النسائی، کتاب البیوع، ج:2، ص:674، حدیث:4592

Sunan al Nisa,i, Hadith No: 674

[17] النور:37

Al Nur, Al Ayah: 37

[18] الحجرات:10

Al Hujurat, 10

[19] صحیح مسلم،کتاب البر والصلہ ، باب تحریم الظلم،ج:2،ص:321،حدیث:6541

Shih Muslim, Hadith No: 6541

[20] صحیح مسلم،کتاب البر والصلہ، باب تراحم المومنین،ج:2،ص:325،حدیث:6585

Shih Muslim, 6585

[21] المائدہ:2

Al Mãi, dah, Al Ayah: 2

[22] صحیح بخاری،کتاب المظالم والعصب،ج:1،ص:430،حدیث:2442

Shih Bukhari, Hadith No: 2442